

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ لَعَنَّكَ إِذْ أَنْتَ أَفْلَحَ



ایڈیٹر

مجلہ حنیف آبادی

شرح چند سالانہ  
چھ روپے  
ششماہی  
۵۰-۳ روپے  
مالک غنیمت  
۵ روپے  
فی پوچہ ۱۳ روپے

جلد ۹ || ۲۴ رجب ۱۳۲۹ || ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۹ || ۲۶ مئی ۱۹۵۰ || نمبر ۲۱

### انبیاء احمدیہ

قاریان ہم! مری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اثنی عشریہ اللہ تعالیٰ بفرہ العزیز کی صحت کے شفق رہ رہ کر تازہ اطلاع موصول نہیں ہوتی۔ البتہ انبیا الفضل میں پہلے ۲۱ کی شائع شدہ رپورٹ غلط ہے۔

کئی دن بعد حضرت اقدس کو کچھ اعصابی ضعف ہمارے ہندوستانی بیچ سے نام کر دی گیا حکایت ہے۔

اسباب جماعت نامی توبہ التزام اور دروازہ کھلنے سے دماغی بار کی رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور اقدس کو شفا سے کامل و نہ ہل خطا فرماتے اور صحت رعایت کیس قدر تیزی رفتاری عطا کرے۔ آمین۔ آمین اللہم آمین۔

قاریان! ۱۱ مئی آج بعد نماز عشاء منجرتی میں یرمدرات محترمہ کی عید الرحمن شان نسل امیر جا احمدیہ دیا ایک تریبی مہتمم نے جس میں مدد کے علاوہ محترم خیم خیل احمد تھانہ ناطقہ ترقی و تہذیب اور محکم مولوی محمد حفیظ صاحب بنیاد پر غصے روایت سے خطا کیا مابعد بعض اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی

قاریان! ۲۳ مئی محترم صاحبزادہ سراج احمد صاحب جماعت اہل عیال ان دنوں ملازمتی تشریف فرما ہیں۔

## تمہارے دوسری قدر کا دیکھنا بھی ضروری ہے اس کا آنا تمہاری بہتر کنیز کے واسطے

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد جس اور وہ ہونگے جو دوسری قدر کا مظہر ہونگے

خود بخود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وفات سے ۲۱ سال قبل رسالہ "انوعیت" میں تحریر فرمایا:۔  
ہے خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ عیش اسی سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے بیٹوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو بغیر دینا ہے۔ بیکہ فرماتا ہے کتب اللہ لا یفلح آناؤ رُسلہ

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جب کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی محبت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ توئی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسی کی تحریر ہی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسی کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف ہے اسے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکے ہیں تو پھر ایک وہ سراپا ہے اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جس کے ذریعے وہ مقابلہ جو کئی قدر ناممکن رہ گئے ہوتے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

مواہم عزیز! جبکہ قدیم سنت اللہ ہی ہے کہ خدا تعالیٰ وہ قدرتی دکھاتا ہے۔ تاخالفوں کی مدد جوئی خوشیوں کو پال کر کے دکھلا دے۔ سواب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس

بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی تھیں مت ہواور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت

### خلافت احمدیہ

از محترم جناب خلیفۃ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت نبی کریم کا جب ہو گیا وصال سب انبیاء فوت ہیں یعنی مسیح بھی ایسا ہی جب بروہ محمد رسول پاک اللہ کے حضور بلائے گئے تو ہم اصحاب جو ہر اجرو انصارتے یہاں بارب نزول قدرت ثانی شتاب ہو آخر باتفاق سنائی گئی یہ بات قائم نظام سلسلہ یوں ہو کہ سب کے سب جو سب اعلم اور ہے اتنی تمام میں ہر حکم اس کا ایسے ہر جیسے مسیح کا اجماع کیسے پہلے اکابر کا ہے یہی قائم ہم ہم اسی پہ نہیں کرتے نقص عہد قرآن سے حدیث و وصیت بھی یلہر

اجماع سب صحابہ کا اس بات پر ہوا باقی نہ ان سے کوئی بھی زندہ پہلے سچ یعنی مسیح و جہدی اسلام میں نہا جھجھکیں مے کو رہ گئے محروم بیٹو ان سب کے اجتماع سے ہوتی رہی نہ جسارہ تو اپنی رحمت خاصہ کا کھڑکھا ایک لاکھ پر ہوں جمع یہ جہدی کے پاس بیعت حضور یور کی ہو جب یس بریں وہ جانشین خلیفہ برحق ہو آپ کا صدر انجمن کے مجاہدوں نے عدا کر دیا یہ عہد بخش ہادی اقدس پر ہو گیا ثانی سقوں میں نام نہ ہو موصی کا ثابت ہا سلسلہ یہی ایمان ہے میرا

باخیر فائز کی دعا روز و شب کردن

آمین کہدو میرے محبتان با صفا

بیک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک زمین پر غلبہ دوں گا۔ سو فرور ہے کہ تم میری فدائی کا دن آدے تا بعد اس کے وہ دن آدے جو داعی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خوا وعدہ کا سچا اور وٹادار ہواور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور یہ بہت بجا میں ہیں۔ جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر فرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باطن پوری نہ ہو جائیں جیسا کہ خدا نے فرمادیا ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک عجم قدرت ہوں اور میرے بعد بھی اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں کھٹے ہو کر دعا میں لگے رہو۔ . . . . . بتاؤ دھڑکی قدرت آسمان کا نازل ہواور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدایا خدا در خدا ہے۔ . . . . . خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام ردوں کو جو زمین کی مشرق آبادیوں کی کاروبار اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت و طبیعتیں توحید مہم کرتے تھے اپنے بندوں کو دین واد پر جمع کرے گا خدا تعالیٰ کا مقصد ہر جس کیلئے میں دنیا میں بھی کیا ہوگا اسی مقصد کی پیروی کر کر رہی اور احاطہ اور دعاؤں پر زور دیتے ہیں اور ایک کوئی خدا جو روح انور یا کھڑا نہ ہو عجم میرا کہہ کر کام کو کرنا اور اللہ تعالیٰ کے



ہفت روزہ مبدیہ دلیک سہ روزہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء

## خلافت اسلامی کا احیاء

۲۶ مئی سنہ ۱۹۵۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہور میں وصال ہوا۔ اسی روز حضور کا جنازہ قادیان پہنچا گیا۔ اور اگلے روز مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۵۸ء کو قادیان میں جماعت احمدیہ کے حاضر اوقات تمام مہمان نے متفقہ طور پر حضرت حاجی اشرم بیگم نور الدین صاحب کو حضور کا جانشین اور خلیفہ تسلیم کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس میں کسی نے اختلاف کیا نہ انکار۔ حتمی طور پر جو بعد میں سر سے خلافت ہی کے منکر ہو گئے۔ خود ان کے ایک سرکردہ ممبر جناب نوابہ کمال الدین صاحب کی طرف سے جو ان دنوں صدر انجمن احمدیہ کے ریکارڈ میں تھے، میراث کی تمام احمدی جماعتوں کو بھی اطلاع دیتے ہوئے انہیں بھی حضرت موعود کی بیعت کر لینے کی تحریک کی اس اطلاع کے ابتدائی فقرات ملاحظہ ہوں:-

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حیاتہ قادیان میں پر لھٹا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ وصیت کے مطابق حسب مشورہ معتدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان - اقرار حضرت مسیح موعود پر اجازت حضرت امام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جن کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی و لا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۱۹۵۸ء قلم ۲۸ مئی و بروز ۲۹ مئی  
مگر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب دوسرے خلیفہ کے انتخاب کا وقت آ گیا تو بعض لوگ اپنی پہلی بات پر قائم نہ رہ سکے۔ بایں ہمہ خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی حاکمیت کی اور جماعت کی اکثریت نے حضرت محمود ایدہ الاول کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کیا۔ اور اس طرح سلسلہ احمدیہ میں خلافت تمام برکت نظام جس کی بنیاد خلیفہ مسیح اولیٰ سے پڑ چکی تھی۔

جاری رہا اور آج اس پر ۵۲ سال کا عرصہ گزرنا ہے۔ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے خلافت کے بارگاہ جنت میں جسے جس رنگ میں غیر معمولی ترقی کی اور جس طور پر اسلام کی حسیات خدمت سرانجام دی یہ چیز احادیث کی تاریخ کا ایک کھلا ہوا روشن باب ہے۔ اور شوش بنیادوں پر ایک عالمگیر پروگرام کے تحت جس رنگ میں اسلام کی خدمت اور اس میں زندگی بخش پیغام کو پہنچانے کی ہم اس غریب جماعت نے ساری دنیا میں بخاری کر رکھی ہے وہ ایک ظاہر و باہر امر ہے۔

اس عرصہ میں دنیا نے ایک دوسری نام کی خلافت کو نظر میں نہ دیکھا بلکہ اس کو خاتم و برقرار رکھنے کے لئے جو کوششیں کی گئیں اور اس کے لئے نامور اور قابل ستیاب میدان علی میں آج بھی موجود ہیں چند کوششیں و سعی کیے اس میں سیاسی نصیبیہ نہ ہوئی۔ اور کمال انارتک کے ذریعہ خلافت ترکیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اگرچہ اس طور پر خلافت کا منٹ ہانا ایک ریٹا المیہ تھا۔ مگر بموجب

برہانیں قوم را حق دادہ اند  
زیر آن گنج کرم نہادہ اند  
در حقیقت تقدیر قلم کی طرف سے مسلمانوں کو ایک واضح اشارہ دیا گیا تھا کہ گو اسلام کے احیاء اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے لئے خلافت کے وجود کی ازس سرورت ہے۔ لیکن جس نام کی "خلافت ترکیہ" سے تمام عالم اسلام امید لگائے بیٹھا ہے وہ درست نہیں۔ کیونکہ آیت استخلاف سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ قیام خلافت کا کام خدا تعالیٰ کے خاص حکم اور اس کی تائید ہی سے عمل میں آتا ہے۔ اور تکلفات کی بجائے اس انجام سے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے یہ بات واضح کر دی کہ یہ عالم کی خلافت اس عظیم مقصد کو پورا نہیں کر رہی جس کی عمر حاضر میں اسلام کو قدرت ہے۔

اگر میں کوئی شک نہیں کہ خلافت ہی وہ نقطہ مرکزی ہے جو دوسرے زمین کے تمام مسلمانوں کو متحد کرتا ہے۔ اور عالم اسلامی کے اتحاد کا ذریعہ

ہو سکتا ہے۔ اسی مقدس جھنڈے تلے اسلام کو وہ قوت و سطوت حاصل ہو سکتی ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی دوسری طاقت ٹھہر نہیں سکتی۔ ہر چند کہ خلافت ترکیہ قرآن کریم میں بیان کردہ خلافت حقہ اسلامیہ کے اعلیٰ منصب سے مختلف تھی۔ لیکن چونکہ دنیا نے عہد ماضی میں اس بابرکت نظام کے ذریعہ ایک غیر معمولی انقلاب برپا ہوتے دیکھا تھا اور اس کے سامنے بڑی بڑی طاقتوں کو ریت کے تودے کی طرح گرے۔ مشاہدہ کیا تھا اس لئے اس کے منہ سے مغرب نے ایک گوند اطمینان کا سانس لیا۔ اور پھر والی ہی میں جب ترکی میں اسلام کی طرف پھر توجہ مبذول ہونے کے آثار کسی قدر نمایاں نظر آنے لگے تو مغربی اقوام نے اسے خلافت اسلامی کے احیاء پر محمول کرتے ہوئے خاص طور پر غموس کیا۔ چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے لندن کے مشہور اخبار لندن ٹائمز نے ترکی میں بدست مذہب کی طرف رجوع کی تفصیلات دینے کے ساتھ ایک گوند تشویش کا اخبار کیا کہ کمال انارتک نے خلافت کو ختم کیا تھا اور اب اسی ملک کے اسلام کی طرف رجوع سے مبادا خلافت کا احیاء نہ ہوتا جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظام خلافت کا کس قدر رغب مغربی اقوام پر ہے۔ اور یہ ہے بھی ایک واضح حقیقت کہ نظام خلافت ہی اسلام کو خراب پرستی بخش سکتا ہے۔ مغرب ہمیشہ اسلام اور اسلامی ممالک کو سیاسی نقطہ

نگاہ سے دیکھتا رہا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ اسے عالم اسلامی کا اتحاد خارجی کر رکھا تھا۔ لیکن جہاں تک اسلام کی ترقی اور منزل اور اس کے بعد اس کی نشاۃ ثانیہ کا تعلق ہے۔ وہ سیاسیات کے نہیں زیادہ خاص روحانی قدروں سے متعلق ہے۔ اور اس کی حدود کا ایک ظاہر ہیں کی نگاہوں سے ادھیل رہتا ہے۔ تعجب انگیز نہیں۔

اسلام سیاسی جوڑ توڑ کا نام نہیں اور نہ ہی اسلام کا احیاء ایسی جالوں کا محتاج ہے اسلام ایک اکمل دائرۃ فاضلۃ حیات رکھتا ہے جس میں نوع انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ بایں ہمہ اس کا براہ راست تعلق ایک زندہ ہستی سے ہے جس نے اس کی تائید و سرمدی کے لئے غیب سے سارا کرنے کی ذمہ داری خود اپنے اوپر سے رکھی ہے اسلام وہ شجرہ طیبہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے لگایا گیا۔ اب اس کی پرمردگی اور خزاں کے بعد اس کی از سر نو تازگی کے سارا بھی اس کے ہاتھ سے ہوئے اور اس کے پتے پر پتے رستہ یما ہوئے

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت مغرب اس بات پر غور کر رہا تھا کہ اس نے خلافت اسلامی کو گویا زمین سے مٹا دیا ہے۔ اس سے ایک عرصہ پہلے خدا تعالیٰ کا مخفی ہاتھ ہندوستان کی سرزمین میں اس عظیم الشان عمارت کا بنیادی پتھر رکھ چکا تھا جس طرح ایک زمانہ پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال ربانی طاقت

## عید الاضحیہ کے موقع پر قادیان میں قربانی دینے کا نظام

حسب دستور سابق اس سال بھی بیرونیجات کے احباب کے لئے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق قادیان کی مہارک ہستی میں عید کے موقع پر انکی طرف سے قربانی کا جائز ذبح کیا جائے۔ اس لئے احباب بلند حلو اور مقامی کے نام اپنی قربانی کے جائز ذبح قیمت جس کا چھ روپے کے قریب اندازہ کیا گیا ہے بھیج دیں تاکہ ان کی طرف سے بوقت قربانی کا انتظام کیا جاسکے۔

عید کے موقع پر قادیان میں دی گئی قربانی جہاں آپ کی قلبی مسرت کا موجب ہوگا وہاں اس سے قادیان کے درویش بھی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر دوست حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے خود قربانی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور بیرونیجات کے احباب کی طرف سے جو جائز اس جو ذبح کیا جائے گا۔ درویشان کوام بھی اس کے گوشت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ پس احباب کو اس طرف خاص توجہ دینے کی قدرت ہے۔ خاک رجبہ الرحمن امیر دینی قادیان۔



خطبہ

# جماعت احمدیہ کا مقصد دنیا میں توحید حقہ کا قیام ہے

توحید محض بانی اقرار کا نام نہیں ہے۔ تمہارا ہر فعل اور ہر عمل توحید الہی کا مظہر ہونا چاہیے

اپنا عملی نمونہ ایسا بنو کہ دوسروں کے قلوب خود بخود تمہاری طرف پھلنے لگیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزہ فرمودہ ۲۹ اپریل ۱۳۵۸ھ بمقام لاہور

سیرہ فاتحہ کی تادمت کے بعد فرمایا:-  
دنیا میں ہر عقلمندان اپنے کاموں کا

کوئی نہ کوئی مقصد

قرار دیتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیکھو وجہ ہے ہر عمل کا ہر انسان کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جس کی طرف وہ توجہ کرتا ہے۔ کوئی انسان دنیا کے پیچھے پڑا ہوتا ہے۔ کوئی اپنے پیشہ کی ترقی کے پیچھے پڑا ہوتا ہے کوئی مال اور اولاد کی زیادہ جستجو میں ہوتا ہے کوئی

حکومت کے پیچھے پڑتا ہے

کوئی دنیا کی خدمت میں لگا ہوتا ہے۔ غرض جو بھی انسان کلمائے کاسمیت ہے اس کے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد دیکھا ضرور ہوتا ہے۔ جو کی طرف رات دن اس کا خیال لگا رہتا ہے۔ پھر

یہ کیونکر ممکن ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء دنیا میں آئیں۔ وہ کوئی مدعا لے کر نہ آئیں۔ یہ مدعا جو انبیاء لے کر آتے ہیں وہ نمایاں صورت میں توحید الہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نہ دنیا میں جتنی خرابیاں اور تباہیاں آتی ہیں۔ وہ توحید کے نہ سمجھنے انھیں اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ مگر ان تمام تمام سمتوں اور غفلتوں اور تمام جرموں کی جڑ شرک ہے۔ منہ سے بے شک لوگ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں۔ مگر منہ سے کہتے اور عمل کرنے میں بظاہر ہے۔ اجمالی ایمان کے لحاظ سے اس وقت بھی دنیا میں توحید کے ماننے والوں کی کثرت ہے۔ مگر تفصیلی ایمان کے لحاظ سے اس وقت دنیا میں توحید بہت کم ہے عیسائی بڑے زور سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ توحید لے تا کہ ہیں بلکہ میں نے بعض عیسائی مسیحیوں کی کتابیں پڑھی ہیں جن

پر وہ مسلمانوں پر اعتراض

کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں اور اصل اور سچی توحید ان کے اندر ہی پائی جاتی ہے۔ منہ دلوں میں سے آریہ سماجی تو علی الاطلاق اس بات کا اظہار اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ کہ توحید کے صحیح حامل وہی ہیں اور دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں تو جو لوگ بظاہر مشرک نظر آتے ہیں اگر ان کے محققین کی کتابیں دیکھی جائیں تو وہ بھی توحید کے قائل نظر آتے ہیں۔ بتوں کی پوجا کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم بے شک بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ ہم ان کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مکہ کے مشرک جو سر سے لے کر پیر تک شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب ان پر یہ اعتراض کیا جاتا کہ تم مشرک ہو تو وہ جواب دیتے کہ ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے ہیں۔ کہ لیقربونا الی اللہ زلفی تاکہ یہ ہیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ تو منہ کی توحید دنیا میں اکثر پائی جاتی ہے۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم توحید پر زور دیتا اور قہقہہ پر قدموں پر

شرک کا الزام

لگاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس توحید کو قرآن کریم پیش کرتا ہے وہ صرف زبانی اقرار کا نام نہیں۔ اگر یہی توحید ہوتی تو چاہیے تھا کہ جب مشرک کہتے ہیں ہم بتوں کو خدا نہیں مانتے بلکہ ان کی پرستش اس وجہ سے کرتے ہیں کہ لیقربونا الی اللہ زلفی تو پھر قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگانا چھوڑ دیتا مگر ایسا نہیں قرآن کریم ان کو بدستور مشرک قرار دیتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ

قرآن کریم

نے ان کے جواب کو صحیح نہیں قرار دیا

اور باوجود ان کے اوعائے ان کو مشرک قرار دیا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ عیسائی توحید کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگاتا ہے ان کے علاوہ یہود ہیں جو قطعی طور پر بت پرستی کے خلاف تھے۔ بلکہ بت پرستی کے خلاف ان کے اندر اس قدر جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح مسلمان

بتوں سے ملوک

کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ یہودی کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں تو اس امر کو جائز نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کسی کے بت خانہ کو گرا دیا جائے۔ اور اگر اسلامی حکومت ہو تو از روئے شریعت اسے اجازت نہیں کہ کسی قوم کے معبد کو خواہ وہ بت خانہ ہی کیوں نہ ہو۔ توڑ دے سوائے اس کے کہ وہ معبد اپنا ہو۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو بڑے بچے توحید تھے بنایا ہوا تھا۔ اور ان کے علاوہ بعض دوسرے انبیاء کا بھی اس میں دخل تھا۔ اس لئے اسے مشرک سے پاک کرنا جائز تھا۔ کیا توحید کے معبد کو اگر بت خانہ میں تبدیل کیا گیا ہو۔ تو دوبارہ اسے مشرک سے پاک کرنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ لیکن

یہود کے عقائد

کے مودے بت خانوں کا جلا دینا اور شطادینا ضروری ہے۔ اور ایسا نہ کرنے والوں کا ان کے نزدیک مواخذہ ہوگا یہود کے مذہب پر یقین ہزار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر یورپ میں رہنے کے باوجود آج تک ان کے اندر شرک نہیں آیا۔ وہ توحید کے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے ایسے ہی سخت ہیں۔ جیسے المحدث سمجھے جاتے ہیں۔ مگر قرآن کریم ان کو بھی مشرک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ظاہری توحید کے لحاظ سے وہ مسلمانوں سے کسی صورت میں کم نہیں۔ وہ حضرت موسیٰ اور نکسی اور کا کوئی بت بنا تے

ہیں۔ ان کے مراد بتوں سے ایسے ہی خالی ہوتے ہیں جیسے مساجد۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم ان کو مشرک قرار دیتا ہے۔ جس معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم توحید کا جو مفہوم لیتا ہے۔ وہ وہ نہیں۔ جو عام طور پر دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں

شرک کے معنی

یہ لئے جاتے ہیں۔ کہ بتوں کی پرستش کی جائے۔ انسانوں کی طرف وہ باتیں منسوب کی جائیں۔ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہیں اس میں شبہ نہیں کہ یہود کا ایک تعلق لفظ ایسا تھا جو غرض کو ان اللہ سمجھتا تھا۔ مگر وہ ایسا چھوٹا فرقہ تھا کہ اسے ساری قوم کی طرف منسوب ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے مسلمانوں میں بھی فقراء کے بعض ایسے گروہ ہیں جو قبروں کی پوجا کرتے ہیں مگر ان کی تعداد چند سربا چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور وہ اس قدر تحلیل تعداد میں ہیں کہ ان کی باتیں مسلمانوں کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتیں۔ اسی طرح یہود میں بھی نہایت محدود لفظ ایسا تھا۔ جو غرض کو ان اللہ کہتا تھا۔ لیکن وہ مٹ گیا اور اس زمانہ میں ایسے لوگ یہود میں بالکل نہیں ہیں اسی لئے یہود قرآن کریم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے یہ غلط بات بتائی کی طرف منسوب کی ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کون یہودی عزیر کو ابن اللہ کہتا ہے۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ ایک چھوٹا سا مددنی فرقہ تھا۔ جو اس عقیدہ کا حامل تھا۔ مگر اب یہ فرقہ دنیا سے مٹ چکا ہے۔ اور آج یورپ میں ایسا عقیدہ رکھنے والا کوئی شخص نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے بعد شاپر پہلی یا دوسری صدی تک یہ لوگ رہے۔ اور مٹ گئے۔ اسی طرح آج عیسائیوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو حضرت مریم کو خدا کہے اور اس پر بھی عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے جو بات کہی ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ بھی کوئی چھوٹا سا فرقہ تھا جو اب مٹ چکا ہے۔ عیسائیوں کو کم یوں بھی عہد کرتے ہیں کہ گرجاؤں میں حضرت عیسیٰ کی والدہ کی تصویر بھی لگائی جاتی ہے اور اسی سے بھی وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ یہی شرک ہے۔ لیکن

انہی بات پر ہے

کہ ابتدائی زمانہ میں ایسے چھوٹے چھوٹے



کہ اس وقت جماعت کو جس مستعدی سے کام کرنا پائے۔ وہ موجود نہیں۔ قرآن کریم



نے ایسی بناؤ تو ان کے مقابلہ کے لئے جو انتظام کیا ہے۔ اس کا نام دعوت رکھا ہے جسے اس زمانہ میں تبلیغ کہا جاتا ہے۔ ہر گھر ہماری جماعت کو اس کی طرف وہ توجہ نہیں جو دعوت کی جانب کی مجلس میں اجماعت کو پیش کر دینا یا کسی اعتراض کا جواب دے دینا اور بات سے منکر قرآن کریم نے کیا لطیف بات پیش کی ہے۔ فرمایا۔ اپنی اپنی جگہ پر غور کرو کہ کیا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اگر تمہارے دل کو ابھی دیں کہ نہیں۔ تو پھر باتیں بنانے سے کیا حاصل۔ سو جماعت کے دوست بھی اس بات پر غور کریں۔ کہ کیا وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کی جماعت ہے لاہور چونکہ ایک مرکزی جگہ ہے اور یہاں کی جماعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے یہاں کے دوستوں کو بھی اپنے فرائض بہت زیادہ سنبھالنے اور ادا کرنے چاہئیں۔ مگر باوجودیکہ میں ہر سفر کے موقع پر یہاں کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ کرو۔ اور

### جماعت کو بڑھاؤ

حرمیہ بھی میں آتا ہوں۔ نئی تجاویز تو بہت پیش ہوتی ہیں۔ لیکن عملی نتیجہ بہت کم نظر آتا ہے۔ آپ لوگ یہاں موجود ہیں۔ غور کریں کہ آپ نے تبلیغ میں کیا کوشش کی ہے اور خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کیا جدوجہد عمل میں لائے ہیں۔ بعض لوگ یونہی کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں لوگ ہماری بات سننے ہی نہیں مگر میں سمجھتا ہوں۔ یہ صحیح نہیں۔ یہ انسانی فطرت کا غلط مطالعہ ہے۔ انسانی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ مجبور کے طور پر بھی دوسرے کی بات سنتا ہے۔ غلطی ہماری ہے کہ جس رنگ میں ہم بات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ سننے کے قابل نہیں ہوتی۔ ہماری جماعت میں

### عام طریق یہ ہے

کہ کسی کو تبلیغ کرنے وقت دھات آئینہ کو شروع کر دیں گے یا ضرورت نبوت کا مسئلہ پیش کر دیں گے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ بعض دماغ اتنے رنگ آلود ہوتے ہیں کہ ان میں ایسی باتوں کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں ہوتی۔ کھلا جہ شخص خدا کا ہی قائل نہیں۔ یا نبوت کا قائل نہیں۔ وہ ان باتوں میں کیا دلچسپی لے سکتا ہے۔ مسلمانوں میں کسی فرقہ ایسے ہیں۔ جو ہر طور پر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی

غیرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اندر کی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے بھی منکر ہوتے ہیں۔ یونہی ماں باپ سے سنکر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ورنہ اسلام سے ان کو کوئی وابستگی نہیں ہوتی ایسے لوگوں کے دلوں میں پہلے خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنی چاہیے۔ تاہم وہ دینی باتوں کو سننے لگ جائیں اور خشیت رب کے بہتر نمونہ سے پیدا کی جاسکتی ہے باتوں سے نہیں۔ جب کوئی دیکھے کہ اس شخص میں ایسی روحانیت ہے جو دوسروں میں نہیں تو اس کا دل خود بخود اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

### حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کی وجہ

یہی تھی کہ انہوں نے ان تکالیف کو دیکھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جا رہی تھیں اور پھر اس سنجیدگی کو دیکھا۔ جس سے آپ ان کو برداشت کرتے جا رہے تھے اور اس طرف بھی ان کو ایک غلام اور جاہلی عورت نے متوجہ کیا۔ آپ نے کوئی دلائل نہیں منے۔ کوئی خدا ہے یا نہیں اور کوئی اسلام ماراں بہتا ہے یا نہیں۔ صرف اس بات کو دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنجیدگی کے ساتھ اپنی بات پر قائم ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ دنیا کا غم مجھ ہی کو ہے۔ اس چیز نے اُن کا دل بدل دیا اور وہ ایمان لے آئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حمزہؓ ایک دن شکار گئے۔ بے باسر گئے ہوئے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل نے مارا اور گالیاں بھی دیں آپ اس وقت پتھر کی ایک جٹان پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔ کہ ابو جہل آگے بڑھا اور اس نے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر زور سے ایک پتھر آپ کے منہ پر مار دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہیں کہا۔ آپ خاموشی سے اُٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہؓ کی ایک لونڈی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی وہ عورت ذات تھی۔ خود تو کچھ نہ کہہ سکتی تھی منہ میں بڑی طاقی ہوئی رہ گئی۔ اور شام تک غصہ ہی بھری رہی۔ شام کو حضرت حمزہؓ رنہ کمان اور ترکش لٹکائے سوئے گئے۔ گھوڑے پٹائی میں شکار پر چڑھا تھا اور اس انداز سے چلے آ رہے تھے کہ گویا کوئی بڑا کارنامہ سر انجام دے کر آئے ہیں جیسے گھر کے اندر داخل ہوئے تو وہ لونڈی جو مسلمان نہ تھی۔ مگر

### اس قربانی کا نظارہ

دیکھ چکی تھی کہ لوگ مار رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ آپ خدا کا نام لیتے ہیں اس نے حضرت حمزہؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کسے سپاہی نے پھرتے ہوئے کیا کام کر کے آئے ہو تمہارے بھتیجے کو آج ابو جہل نے مارا صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تھا۔ تم کس پر ہمارے بھتیجے پر تھے ہو۔ حضرت حمزہؓ رنہ نے خدا کا رکے شوق میں کبھی یہ نظارہ دیکھا ہی نہ تھا کہ مکہ میں کیا

### ہمارا بریا ہے

آپ نے لونڈی نے پوچھا۔ کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ اس طرح وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ابو جہل نے اسے مارا۔ یہ سنکر آپ نے شکار کا سامان نہیں آتا اسی طرح کمان ہاتھ میں پکڑے گئے۔ اور جہاں وہی کمان ابو جہل کے منہ پر ماری اور کہا کہ بڑے بہادر رہنے پھرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار رہے ہو۔ اگر جرأت ہے تو آؤ مجھے مارو یہ دیکھ کر لوگ اُٹھے کہ میں یہ یہ کیا۔ وہ تو دین میں تغیر کرتا ہے۔ اس پر حضرت حمزہؓ رنہ نے کہا کہ اچھا اگر وہ دین میں تغیر کرتا ہے۔ تو سن رکھو۔ کہ میرا بھی وہی دین ہے۔ آؤ اگر لڑنا چاہتے ہو۔ تو مجھ سے لڑو۔ تو یہ سنجیدگی ہی تھی۔ جس کا یہ اثر تھا۔ اور خشیت تھی۔ جو لونڈی نے پیدا کر دی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی۔ کہ آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قصور کیا ہے۔ وہ کسی کی زمین پر تہفہ نہیں کرتے۔ کسی کا مال نہیں چھینتے۔ کسی شخص کو اس کے کسی حق سے محروم نہیں کرتے۔ صرف خدا کا نام لیتے ہیں۔ اور یہ لوگ غصہ اس غرور میں کہ یہ طاقتور ہیں۔ آپ کو مار رہے ہیں ان کے اس ماری نے حضرت حمزہؓ کی شرافت کو گھٹا کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر انانیت اس قدر گہ گئی ہے۔ تو جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

### یقیناً وہی سچا ہے

اور میں بھی اس کے ساتھ ہوں انہوں نے کوئی دلیل نہیں سنی۔ کوئی سبب نہیں سمجھا۔ اس سے قبل وہ خدا تعالیٰ کی توحید کے دلائل ہی سنتے ہوں گے اور نبوت کے ثبوت بھی۔ مگر ایکسا مکان سے سن کر دوسرے مکان سے

کھال دیتے ہوں گے۔ وہ فرشتوں کا ذکر بھی سنتے ہوں گے اور قیامت کا بھی۔ مگر کسی کی پردہ ان کو نہ تھی۔ اور نہ ان میں سے کوئی پیرانہ برا اثر انداز ہوتی تھی۔ مگر جب ان کو یہ خیال ہوا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تو معلوم نہیں اچھی ہے یا بُری مگر وہ سنجیدگی سے اس پر قائم ہیں۔ اور دنیا کی مخالفت کی ان کو کوئی پردہ نہیں تو حمزہؓ کی شرافت نے جوش مارا۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ شخص اصول کے لئے قربانی کر رہا ہے۔ اور بے ضرر ہونے کے باوجود دنیا کی مخالفت کا شکار بنا رہا ہے۔ اس کے پاس مزدور کوئی ایسی چیز ہے جس سے دنیا ڈرتی ہے۔ اور وہ ہدایت کی طرف آگئے۔ اسی طرح

سزاوردی لاکھوں انسان ایسے ہوں گے۔ جن کی شرافت طبعی ان کو اسلام کی طرف لے آئی۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ علماء جب دلائل سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر دکھ دینے لگتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آپ کی قربانی کو دیکھ کر وہ اسلام کی صداقت کے قائل ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے

### انسان کی فطرت

میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ سنجیدگی سے وہ ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص سنجیدگی سے کسی بات پر قائم ہو جائے۔ تو لوگ ضرور اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر کچھ جائے اور کیا کچھ جائے تو پھر کوئی پردہ نہیں کرتا۔ پچھلے دنوں بعض طالب علم مجھے ملے۔ اور انہوں نے کہا کہ لوگ ہماری باتوں کو سننے نہیں ہیں۔ نہ کہا۔ کہ تم پہلے اپنی شکلوں کو تو دیکھو۔ کیا یہ دیسی ہی ہیں جیسی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنا چاہتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر لوگ تمہاری منہ کی باتوں کو کس طرح توجہ سے سن سکتے ہیں۔ جسے تم سنانے لگو گے۔ وہ کہے گا کہ عمل نہ اس کا ہے نہ میرا۔ پھر باتوں کا کیا فائدہ

### بادی لکھو

جب انسان کے دل میں جوش ہوتا اس کے ساتھ اس کے اندر ایک تغیر بھی ہوتا ہے۔ اور یہی تغیر اصل لوگوں پر اثر ڈالتا ہے۔ کئی لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ لوگوں پر مسکروں کا بہت رعب ہے۔ میں جانتا ہوں۔ ان کو یہی کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے ظاہری عمل سے اپنا رعب قائم کیا



ہے۔ وہ اپنی ہدایات پر اس شدت کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو شرم آجانی چاہیے۔ تم کو بھی موسم میں مٹوڑے عرصہ کے لئے بھی بل نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ رکھتے ہیں۔ اور شوق کے ساتھ رکھتے ہیں لوگ ہمیشہ امداد کی یا بندی کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر وہ سمجھتے ہیں کہ ضرور کوئی نیکو بھلا ایسا ہے۔ جس کے لئے لوگ نیکو نیکو اٹھتے ہیں۔ پس پہلی اور ضروری چیز یہ ہے کہ اپنے نمونہ سے ثابت کرو کہ جس چیز کو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس کی غنیمت تمہارے دل میں ہے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں وہ کہنے لگا کہ کیا

### اسلام کی بنیاد

دارحی پر ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ کہیں گے نہیں۔ تو میں کہہ دوں گا۔ کہ پھر اگر میں نے جھوٹ دی۔ تو کیا حرج ہے مگر میں نے کہا کہ اسلام کی بنیاد دارحی پر تو ہے شک نہیں مگر محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر مبنی ہے۔ اس کے آگے کچھ وہ بات نہیں کر سکا۔ میں نے اسے کہا کہ لے شک دارحی کا سوال کوئی اہم نہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا سوال ہے۔ وہ اہم ہے۔ جب کوئی شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار منہولی سا علم نہیں مان سکتا تو پھر اس سے یہ کیوں انصاف کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ کوئی ریڈ ایکٹ مارے گا۔ دارحی نہ رکھنے والے کی تو یہی مصالحت ہے کہ جسے کوئی شخص کہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مجھ سے ایک پیہ مانگا تھا۔ اسلئے میں نے نہیں دیا۔ یہ بات سننے والے سب سے ہاتھ کہیں گے۔ اور کہیں گے کہ اگر تم سے لاکھ روپیہ مانگا جاتا تو کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ تم ادا کر دیتے۔ تم خود اقرار کرتے ہو کہ تم سے جو مانگا گیا۔ وہ بہت مٹوڑا تھا۔ اور جب تم اقرار کرتے ہو کہ تم نے وہ بھی پیش نہیں کیا۔ تو پھر جب زیادہ ترافی کا مرقعہ آئے۔ تو تم سے کیا امید کی جاسکتی ہے۔

### اسلامی تمدن اور اس کے اصول

کو دنیا میں قائم کرنا بہت بڑی تبلیغ ہے جب لوگ دیکھیں گے کہ یہ لوگ جو دنیا کے نقطہ نگاہ سے وحشی نظر آتے ہیں۔ اپنی بات پر اس لئے

قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ اور ہمارے اثر سے باہر ہونگے ہیں تو وہ ڈریں گے کہ اب ان کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ یہ ہم پر حملہ کریں گے۔ اور دنیا میں وہ شخص یا قوم غالب نہیں ہوا کرتی۔ جس کے گھر پر حملہ ہو۔ بلکہ حملہ آور ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ مگر حملہ سے یہ مراد نہیں کہ لٹھ مار کو کسی کا سر بھونڈ دیا جائے بلکہ حملہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے اصول دنیا کے سامنے پیش کرے۔ ان کو قائم کرنے کے لئے مجد جہد کی جائے۔ حملہ کے لئے ہمیشہ جرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور لوگ شخص در در سے کے گھر پر حملہ کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ جس کا اپنا گھر محفوظ ہو۔ جس کے اپنے گھر میں بہت سے دشمن ہوں۔ وہ کسی کے گھر پر کیا چڑھائی کرے گا۔ اسی طرح جب

### ہمارا اپنا تمدن

اسلامی تمدن کے خلاف ہونے والے دشمنوں سے اس کی تفصیلات کس طرح منہا کئے ہیں۔ جو بات ہم اپنے نفس سے بھی نہیں منہا کئے۔ وہ دوسروں سے کیسے منہا کئے ہیں۔ پس سب سے پہلے اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرو۔ پھر دوسروں کی خطرات سے اپیل کرو بلکہ اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرنا خود دوسروں سے اپیل کے مترادف ہوگا۔ تمہارے بارگزر دینے والے جب دیکھیں گے کہ ہم اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں اور تکلیف اٹھانے کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو ان پر وہی اثر ہونا لازمی ہے۔ جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ہوا تھا۔ وہ عجز کریں گے کہ جس بات میں میں لذت ملتی ہے ان کو بھی ملتی ہے۔ مگر یہ محض اسلام کی تعلیم کی وجہ سے اس سے لذت اندوز نہیں ہوتے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس فرو کوئی ایسی چیز ہے۔ جو ان کے اندر مقابلہ کی قوت پیدا کرتی ہے۔ اور پھر وہ عجز کے ساتھ ہماری باتیں سنیں گے۔ پس

### پہلی چیز یہ ہے

کہ آپ لوگ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کریں۔ میں نے پہلے بھی لاسور میں دوستوں کو یہ نصیحت کی تھی۔ کہ وہ وفات مسیح اور ضرورت نبوت پر بحث کرنے کی بجائے اگر لوگوں کے دلوں میں خشیت پیدا کریں تو تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ لوگ کیوں

اسلام اور احمدیت کی طرف نہیں آتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مختلف قسم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان زنجیروں کو توڑ دو تو پھر آئیں گے جب مل شیطان کے قبضہ میں ہوں تو اس طرف توجہ کیسے ہو سکتی ہے۔ پہلے دلوں میں خشیت پیدا کرو۔ پھر خود بخود دلوں توجہ کرنے لگیں گے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میری ان باتوں کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اگر سچائی و راستہ نیکی۔ تقویٰ۔ احسان اور مہمندی خلق پر آپ لوگ دغظ کریں تو آپ کے اپنے اندر بھی یہ صفات پیدا ہوں گی۔ اور آپ لوگوں کی اپنی اصلاح بھی ہوگی۔ اور سننے والوں کی بھی۔ آپ کے قریبی دوست بھی دور ہوں گے اور ان کے بھی۔ مگر میرے بار بار توجہ دلاتے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جس کا

### نتیجہ یہ ہے

کہ اسلام کی ترقی اسی رنگ میں نہیں ہو رہی۔ جس رنگ میں ہونی چاہیے۔ آج ہی جماعت احمدیہ لاہور کے امیر صاحب کو میں نے صاحب کر کے بتایا تھا کہ جس رفتار سے جماعت احمدیہ لاہور کی ترقی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ۲۵ ہزار سال تک کا کام میں آپ لوگوں کی کثرت ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ لاہور دنیا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں دار جب اس کے لئے ہزاروں سال درکار ہیں تو پھر باقی دنیا میں احمدیت پھیلنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جماعت کے دوست یہ سمجھ کر کہ میرا آپ بھائی اور رشتہ دار تو احمدی ہو چکے ہیں چلو چھٹی ہوئی خاموش ہو کر بیٹھا جاتے ہیں اور دنیا میں خدا تعالیٰ کے باوجود قائم کرنے کا خیال بھی ان کو نہیں آتا جو شخص تو

### خدا تعالیٰ کی بادشاہت

کے قیام کے مقصد کو سامنے رکھتا ہے وہ اس وقت تک آرام میں نہیں بیٹھ سکتا۔ جب تک ایک فرد بھی اس سے باہر ہے۔ لیکن جسے آرام کا خیال ہے وہ اپنے خویش واقارب کے احمدی ہونے پر مطمئن ہو سکتا ہے اور خیال کر سکتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا نفع ہو گیا ہے اور اس میں جو کیا ہے۔ لیکن ہمارا مقصد اپنے لئے اس حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہو جائے جس آرام اور چین سے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اور

اپنے عملی نمونہ سے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ لوگوں کے دل خود بخود اس طرف کھینچے چلے آئیں۔

### میں نے بار بار بتایا ہے

کہ یہ تعلیم کہ ظلم برداشت کرو۔ ریخت کا ذریعہ نہیں بلکہ فتح کا ہے اور یہ ہمارا نہیں بلکہ خیم کا موجب بنتا ہے۔ ظلم کو بردہ دلی سے برداشت کرنا چاہیے۔ اگر ظلم کو اس لئے برداشت کرتے ہو کہ اس کے مقابلہ کی طاقت تم میں نہیں تو بے شک تم زلزلہ ہو اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایسی حالت میں برداشت کرتے ہو کہ تم میں مقابلہ کی طاقت ہے تمہارے پاس بھی ہتھیار ہے تو یہ بزدلی نہیں اسی لئے میں نے بار بار کہا ہے کہ ہمیشہ اپنے پاس

### سوٹی رکھا کرو

کیونکہ اگر تم نہ ہتھیار رکھاؤ گے تو دنیا یہی سمجھے گی کہ یہ نہ تھا کھتا۔ اگر اس کے پاس ہتھیار ہو تا تو شاید یہ بھی مارتا۔ لیکن جب ہتھیار ہونے اور طاقت رکھنے کے باوجود تم مار کھاؤ گے تو لوگوں کے دل محسوس کریں گے کہ خدا تعالیٰ کے لئے تم نے قربانی کی ہے۔ یہاں

### لاہور کا ہی واقعہ ہے

یہاں کے دوستوں پر تبلیغ کرنے کا دورہ ایک دفعہ آیا۔ تو بعض دوست تبلیغ کے لئے کسی گاڑی میں گئے۔ وہاں سے لوگوں نے ان کو مارا۔ یہ اگرچہ اچھی قدر میں تھے۔ مگر انہوں نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ ان میں سے کسی کی پگڑی بھی وہاں وہ تھی۔ اور پیر سب چلے آئے۔ اس پر گاڑی سے کچھ میل کے فاصلہ پر ایک شخص آکر ان سے ملا۔ اس نے پگڑی داپی کی اور کہا کہ سچائی واقعہ آپ کے پاس ہے۔ مجھے اپنی باتیں سنائیں تو جو طاقت رکھنے اور ہتھیار موجود ہونے کے باوجود ظلم کو برداشت کیا جائے۔ تو دوسرے پر خردوار ہو جائے۔ اور انسانی فطرت اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اب تک لاہور کے تمام محلوں میں بھی احمدیت نہیں پھیلی اور اگر کبھی ترقی بھی ہوتی ہے تو اس کی رفتار اتنی رحمت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت قریب آتی ہوئی نظر نہیں آتی جن محلوں میں جلد افراد احمدی ہر گے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں وہ نہیں سمجھتے خیال ہی نہیں آتا کہ ان کا کام ساری دنیا میں



# نظام خلافت اور الہی تصرفات

ان کے مولا مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مولیٰ بنی مائینر

خدا تعالیٰ کے بعد انسانوں میں  
اچھے وجود انبیا ہیں اور انبیاء کرم  
کے بعد ان کے تمام خلفاء و  
کرنے ہیں۔ یہ خلفاء انبیاء کے جیسے  
قوانین اور ان کے ترکر کردہ قواعد  
کے حامل اور انہیں نو جانے والے  
ہوتے ہیں۔ گو ان خلفاء کو مومنوں کی  
جماعت میں مقرب کرتی ہے۔ مگر  
خدا کی تعریف اور تعظیم خاص کے تحت  
مومنوں کے خلوص خود بخود خلافت  
کے اصل شخص کی طرف منتقل ہو  
جاتے ہیں۔ لہذا اس طریق سے جاری  
ہونے والا اسلام کا نظام فی الحقیقت  
اللہ تعالیٰ کی مشاہدہ اور تصرف کے  
تحت میں ہے۔ چنانچہ انہیں مختلف  
میں بھی اسی معنوں کو واضح کیا گیا ہے  
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاللّٰهُ الَّذِيْ اٰمَنَّا  
مِنْكُمْ وَخَلَقْنَا الصَّٰلِحِيْنَ  
لِيَسْتَخْلِفُوْهُمْ فَاِنْ رَّاهُمْ  
كَاٰلَ الْمُتَغْلِبِ الْاٰلِیْنَ  
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلِيُمَكِّنَ  
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ  
ارْتَضٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ  
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا  
يَّجِبُ وَفِيْ اٰیٰتِهِمْ كُوْنُ  
نَبِیٍّ شَیْءًا وَمِنْ قَبْلِ  
ذٰلِكَ فَاٰلُكُلْتُمْ  
الْفٰسِقُوْنَ (سورہ نور)

یعنی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ  
نے ان لوگوں کو جو تم میں  
سے ایمان لائے اور عمل  
میں لگے رکھیں وعدہ کرنا  
معمول وعدہ نہیں بلکہ اللہ  
تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرماتا  
ہے کہ ان کو ضرور ضرور  
خلیفہ بنائے گا اس زمین  
میں جیسا کہ اُس نے خلیفہ  
بنایا تم میں سے پہلوؤں کو۔۔۔  
اس جو کچھ نبی کی وفات کے نتیجے میں  
ایک عظیم شخصیت نفروں سے اچھل  
ہو جاتی ہے۔ اور اس وجہ سے لوگوں  
میں ایک زلزلہ مہیا ہو جاتا ہے۔ اور  
پچھلے پرانے انداز و انتظام کی جھلک نظر  
آنے لگتی ہے۔ اس لئے جماعت کو  
پرانے انداز و انتظام سے  
بچانے اور خطرات کی آگ سے محفوظ  
رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ خلافت کا

ان کیلئے ہر کام کرے گا وہ خدا تعالیٰ  
کے انبیاء کا ظل ہوگا۔ ایک دوسرے  
کی طرف متوجہ رہنے کا ہی نتیجہ ہے  
کہ انہوں نے جماعت کے لئے ایک کوئی  
خاص ترقی نہیں کی۔ اور اب بھی اگر  
کسی کے دل میں تحریک تو ہو لیکن وہ  
یہ خیالی کرے کہ دوسرے اچھے۔ تو  
میں بھی اچھوں گا۔ تو نتیجہ وہی ہوگا جو  
اب تک ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ  
کہے کہ مجھے اس کی پروا نہیں۔ کوئی میرا  
ساتھ دیتا ہے یا نہیں میں اکیلے ہی  
کام شروع کرتا ہوں تو وہ نہ صرف  
یہ کہ خود کامیاب ہوگا بلکہ دوسروں  
کو بھی اپنے ساتھ لائے گا۔ لیکن  
خدا تعالیٰ مومن کو بھی اکیلا نہیں دے  
دیتا اگر کسی ایک دل میں تحریک ہو۔  
تو وہی کام شروع کر دے۔ مگر پہلے  
اپنے

## اعمال کی اصلاح

کرنے اور اپنی شکل و صورت سے  
ثابت کوئی نہ ہو۔ اسلام کی بات کو  
سب سے زیادہ اہم سمجھنا ہے۔ اپنی  
شکل و صورت۔ تمدن کلام۔ گفتگو زبان  
اخلاق کو اسلامی بنانا۔ پھر لوگ  
خود بخود تقاریر اثر قبول کریں گے  
اور ہمارے اندر ایسی تقاضا طاعت  
پیدا ہو جائے گی۔ جو خود بخود دوسروں  
کو کھینچ لے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ  
یہاں کی جماعت بھی اور باہر کی جماعتیں  
بھی میرے اس خطبہ کے بعد اپنی  
ذمہ داریوں کو محسوس کریں گی۔ کہ  
گذشتہ

## سمتیوں کا بھی ازالہ ہو

اور جماعت ترقی کرے اور ہم اسلامی  
تمدن قائم کرنے میں سہولتیں میسر  
آسکیں۔ کئی اسلامی احکام ایسے  
ہیں کہ جب تک جماعت کی تعداد زیادہ  
نہ ہو ان کو قائم نہیں کیا جاسکتا۔ پس  
اول تو ہر شخص اپنے فرض کو ادا کرے  
پھر اگر کسی ایک شخص کے دل میں  
تحریک ہو تو وہ دوسروں کا انتظار  
کے بغیر اکیلا ہی کام شروع کرے  
اور پھر استقلال کے ساتھ کھڑا  
چلا جائے تاکہ اگر دس سال کے  
بعد بھی کوئی بلوے تو وہ ہمہ کے کہ  
میں نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور  
یقیناً ایسا شخص دوسروں  
کے لئے ایک نمونہ اور راستہ  
کا کام دے گا۔

(الفضل ۱۸)

خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے  
پس میں دوسروں کو ترجیح دینا ہوں کہ  
اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور پوری کوشش  
کرو

## تبلیغ میں لگ جاؤ

یہ ضروری نہیں کہ سارے ہی سمجھیں نظام  
شروع کیا جائے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی  
ذمہ داری کو سمجھ لے تو اسے چاہیے  
کہ کام شروع کر دے اور دوسروں کے  
انتظار میں رہے آپ کو خدمت سے  
محروم نہ رکھے۔ لوگ دیکھتے رہتے ہیں کہ  
دوسرے کریں تو ہم بھی کریں گے۔ حالانکہ  
نیک کام میں دوسروں کے انتظار کی  
ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی فرد واحد  
بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر کام میں لگ  
جائے تو وہی خدا تعالیٰ کے فضلوں کا  
دارت ہو سکتا ہے۔ اکیلا ہونے سے  
گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں جبکہ ہر نبی  
اکیلا تھا۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس  
کے ساتھ پہلے ہی کوئی جماعت ہو اور  
اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے یہ  
بتایا ہے کہ کامیاب ہمیشہ اکیلے ہی  
ہوا کرتے ہیں۔ جو اس امید میں بیٹھتے ہیں  
کہ دوسرے آئیں تو ہم بھی چلیں گے وہ  
کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔  
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
لَا تَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ یُحِلُّ  
مَدِیْنَ الْمَدِیْنَةِ وَقَلْبِهِ

(الفتح ۱۳)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے  
دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے جس  
پر اگر وہ خاموش ہو جائے۔ تو پھر  
دل مرجاتا ہے۔ پس اگر کسی ایک کے  
دل میں بھی یہ جوش پیدا ہو جائے کہ

## کام کرنا چاہیے

تو وہ دوسرے کا انتظار نہ کرے۔  
اور کام شروع کر دے۔ مگر عقلمندی  
کے ساتھ جس طرح ایک قابل جوئی  
صرف ایک ہی بند پر اپنی طاقت صرف  
نہیں کر دیتا۔ بلکہ کبھی ایک جبکہ حد  
مگر ہے اور کبھی دوسری جگہ۔ کبھی  
اس طرف اور کبھی اس طرف۔ حتیٰ کہ  
وہ جبکہ تلاش کر لیتا ہے جہاں سے  
جھڑکے دروازہ کو توڑا جاسکتا  
ہے۔ پس تبلیغ عقل کے ساتھ کرنی  
چاہیے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی ذمہ  
داری کو سمجھتے ہوئے کام شروع  
کر دے تو وہ اس جگہ خدا تعالیٰ کے  
نئی کا تمام مقام ہوگا۔ کیونکہ

## انبیاء کی یہ خصوصیت ہے

کہ وہ اکیلے ہی کام کرتے ہیں پس جو

وجود قائم کر کے پیش آمدہ خطرات کو  
"ولیلہم من بعد خوفہم  
امنہ" کی شکل میں تبدیل کر دیا کرتا ہے۔  
یعنی جب دشمن دیکھتا ہے کہ نبی کی باتیں  
دنیا میں قائم ہوتی ہیں جاری ہیں۔ اور ان  
کا عشق پھیلتا چلا جا رہا ہے تو وہ  
مجھ پر حملہ کرے گا۔ مگر خدا  
تعالیٰ ان کے حملہ کو ناکام بنا دیتا  
ہے۔ اور اپنے مقرر کردہ خلیفے کے لئے  
خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور کسی  
کی طاقت نہیں ہوتی کہ اس کے امن کو بھی  
کے جیسا کہ جماعت احمدیہ کو خلافت  
ثانیہ کے قیام پر ان تمام حالات سے  
گزرنا پڑا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حق  
خلافت کی برکت سے نہ صرف جماعت  
احمدیہ کو ان خطرات اور ابتلا سے  
بچایا بلکہ عظیم الشان ترقیات نصیب  
کرتے ہوئے اپنے فضل و کرم سے بھی  
فرمایا۔ راہِ رشد میں اللہ تعالیٰ کی تفصیل  
کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفہ  
الثانی ابیہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عزیز کی  
تفاسیر۔ تفاسیر خطبات اور جماعت  
احمدیہ کی چون مدنی کی روشن تشریح کا  
مطالعہ کیجئے۔

(۳) ومن کفر بعبد ذالک ذالک  
ھذا انما یسقون۔ اللہ تعالیٰ فرماتا  
ہے کہ یہ فلاں تمہارے لئے اتنا  
بڑا انعام ہے کہ جو اس کی قدر نہ کرے  
گا وہ ہمارے دوزخ سے کٹا جائے گا  
یعنی اتنی بڑی نعمت جو تم خلافت کے  
ذریعہ قائم کرتے ہو اور ایسے عظیم الشان  
خلفاء ہم مقرر کرتے ہیں۔ نبی کے جیسا  
گردہ سلسلہ کو ترقی دیتے اور اس کے  
مشن کو ساری دنیا میں پھیلا دیتے۔  
ہیں۔ ایسی حالت میں جو بد بخت ان کے  
خلاف کھڑے ہوتے ہیں وہ ناسق دار  
ہوتے ہیں۔

(۴) خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب  
کرنے کے لئے خلافت کا وجود ضروری  
تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"بید اللہ علی الجاہلۃ

یعنی خدا کا لاکھ جماعت پر ہوتا ہے پس  
خدا کی تائید کے لئے مومنوں کا جماعت  
کہانا ضروری ہے اور جماعت بغیر امام  
کے قائم نہیں ہو سکتی۔

(۵) اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ومن مشی مثلی فی النصارۃ"



یعنی جو جماعت میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ بلاشبہ وہ آگ میں ڈال دیا جائے۔  
(۷) جماعت کی روحانی تربیت اور سچے سچے کی نگرانی کا کام نبی کے بعد خلفاء کے سپرد ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ما کان من نبوة فسط الا لتحقها خلافة"

رکنی العماد جلد ۲ ص ۱۱۹  
یعنی کبھی بھی کوئی شخص نبوت کا منصب پا کر کھڑا نہیں ہوا مگر اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔ سو نبوت کے بعد خلافت کا وجود ضروری ہے۔  
(۸) دشمنوں پر غلبہ پانے کے لئے بھی خلافت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"الإمام جنة يقاتل من دأثه"

یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس کے پیچھے سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔

(۹) بھر حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ظاہر خلیفہ کا تقرر لوگوں کے انتخاب سے ہوا کرتا ہے۔ مگر دراصل اس میں خدا تعالیٰ کا غنی ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی مشیت کو اس طرح پورا کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے لئے خلافت کی وصیت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر بعد میں ترک کر دیا جیسا کہ

ثم قلت يا ابي الله و  
يخضع المؤمنون  
بخاري كتاب الاحكام باب  
(استخلاف)

کہ میں نے اس لئے ارادہ ترک کر دیا کہ مومنوں کی جماعت ابو بکرؓ کے سوا کسی پر ہوا نہ ہوگی۔ اور نہ ہی خدا کسی اور شخص کی خلافت کو قائم کرنے دے گا۔

(۱۰) نیز حضور اکرمؐ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔  
"اِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنَّا  
يَقْمُ صُلْحًا قَمِيصًا ذَا  
اِلَادَوا عَلٰى خَلْفِهِ فَلَ  
تَخْلَعْنِه لِهَمٍّ (ترمذی)  
کہ خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اُسے اتارنا چاہیں گے مگر تم جسے نہ اتارنا ان مختصر حوالہ جات سے ثابت ہو تا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود خلافت کی قمیص پہنایا کرتا ہے جس کو کوئی انسان نہیں اتار سکتا۔  
(۱۱) خلیفہ نبی کا قائم مقام ہوتا

ہے اس لئے وہ نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اور نبی کے مندرجہ ذیل چار عظیم الشان کام سر انجام دینا اُس کے زمانہ خلافت کا اہم پرگرام بنتا ہے۔ جب کہ چارے امام ہمام نے بڑی حسی خوبی کے ساتھ ان تمام امور کو انجام دیا ہے اور ان کام صفات سے متصف ہے۔ یعنی

"يَتْلُوا عَلَيْهِمُ آيَاتِهِ وَ  
يُؤْكِلُهُمْ وَيُحْلِلُهُمْ  
الْكِتَابَ وَالْحَكْمَةَ ..."

۱۱) یعنی وہ تبلیغ حق اور دعوت الی الخیر کرتا ہے

۱۲) وہ شریعت سکھاتا ہے۔ اور شریعت کا عامل بناتا ہے۔

۱۳) وہ حکمت سکھاتا ہے اور ایمان کی حقیقت و حکمت سے

باخبر کرتا ہے  
(۱۴) اور وہ ہر قسم کی پائیزگی کے پیدائش سے پریشان رہتا ہے۔

بفصدتہ نے یہ تمام صفات چارے پیارے امام میں اتم و اکمل طور پر پائے جاتے ہیں۔ ذرا دلچسپی لیں اللہ بیوٹیہ من یشاء  
(۱۵) چونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنی تقدیر خاص کے ماتحت اور اپنی مشیت و ارادہ کے مطابق خلیفہ کا انتخاب فرماتا ہے۔ اس لئے اسے خلیفہ کے متعلق معزول کا سوال اٹھایا ہی نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی بے تدبیری کی بنا پر یہ سوال اٹھائے تو وہ خدا کی انتخاب کا سبک کر لے والا اور بے درجے کا احمق تصور کیا جائے گا۔

(۱۶) اسی طرح اسلامی خلیفہ کا تعلق لوگوں سے روحانی اور قلبی ہوتا ہے اس لئے وہی قسم کے روحانی تعلق کو عبادی قرار دینا یا ایسے بیجا دئی تعلق کو حیا کرنا نہایت کی روح کو گھیلنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱۷) حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں جب باغیوں نے خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا سوال اٹھایا۔ تو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ "مَا كُنْتُ لِأَخْلَعُ سِرِّيًّا لَّا سِرِّيًّا لِّنَبِيِّهِ اللّٰهُ فَتَكُونُ شَنْةٌ مِنْ لَقَائِكَ كَمَا كَرِهَ الْغُفُومُ اِنَّا حُلِّمٌ خَلَحُوْهُ" یعنی میں سرگرم اس گرتہ کو اتار نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ نے پہنایا ہے کیونکہ اگر میں ایسا کروں تو ایک بڑی رسم قائم ہو جائے گی کہ جب کبھی لوگ اپنے امام سے ناراض

ہوں گے تو اس کی معزولی کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔  
(۱۸) حضرت خلیفہ المسیح الاولؑ نے بھی فرمایا ہے کہ

"خدا تعالیٰ کے پاس ہے

میرے خلیفہ کو کوئی طاقت

معزول نہیں کر سکتی اس لئے تم میں سے مجھے کوئی

معزول کرنے کی طاقت

نہیں رکھتا اگر خدا نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو وہ مجھے موت دے دیگا اور

یہم فردی ۱۹۱۲ء

نیز آپ نے فرمایا۔

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے

کہنے سے میں معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔"

لبر الارجوانی ۱۹۱۲ء

(۱۹) اسی طرح حضرت خلیفہ المسیح الاولؑ کی وفات کے وقت جب خلافت کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوا تو حضرت خلیفہ المسیح ثانیؑ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر ممکن کوشش کی کہ مولوی محمد علی صاحب یا اُن کے رفقاء میں سے کسی کو خلیفہ بنایا جائے۔ مگر انہی منشاء الخیہ اور تعجب اور آسمان سے کچھ اور فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ اس کی تفصیل تو لمبی ہے۔ لیکن مختصر یہ کہ خلیفہ المسیح الثانیؑ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چند اقتباس جرج ذیل کے دیا ہے جس سے امر واضح ہو جاتا ہے کہ خلیفہ خود خدا ہی بنایا کرتا ہے جس میں ان کی ہاتھ کا کوئی دخل نہیں ہوتا جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

"غرض جتنی ممکن صدور میں نہیں ان کے ذریعہ میں نے بھی جایا کہ ان میں سے کوئی خلیفہ ہو۔ اور میں اس کی بیعت کر لوں تاکہ فتنہ نہ ہو۔ مگر انہوں نے خلافت کا ہی انکار کر دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ انسانی تدبیروں سے خلیفہ بن گیا۔ میں کہتا ہوں۔ اللہ انسانی تدبیروں کے ذریعہ کسی نے خلیفہ بنا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب بنے۔ کیونکہ جس کو خدا نے خلیفہ بنایا۔ وہ بھی اپنا سارا زور لگا رہا تھا

کہ وہ خلیفہ نہیں اس بات کے بیسوں شہید موجود ہیں کہ میں نے امر کر کے ان سے منوایا اس سے مراد اپنے ہم خیالوں سے (کہ جھگڑنے کو مٹانے کے لئے ہیں مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لیتی چاہئے۔ لیکن ہم نے جو خیال کیا اور جس کے لئے کوشش کی وہ خلیفہ نہ ہوا۔ کیونکہ خدا کے نزدیک وہ ہوسنے کے قابل نہ تھا۔ اس وقت ان لوگوں کی ایسی حالت ہوئی کہ سراسر عداوت کا صاحب بن جو اس وقت اُن کے ساتھ تھے۔ مگر بعد میں انہوں نے بیعت کر لی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے کوشش کی کہ سیدنا عبد علی شاہ صاحب کی جانشین آدمیوں سے بیعت کر کے اُسے خلیفہ بنادیں۔ مگر اڑھائی ہزار کے قریب مجمع سے انہیں بائیں آدمی بھی نہ ملے اور اس میں بھی انہیں ناکامی ہوئی۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے خدا منتخب کرتا ہے میں نے پر راز رکھا یا کہ میں خلیفہ نہ ہوں اور اس وقت کی حالت جن لوگوں نے دیکھی ہے وہ جانتے ہیں کہ میں اس وقت بیعت لینے سے انکار کر رہا تھا مگر اس وقت اس طرح رجوع کر کے لوگ مجھ پر گرے تھے کہ اگر میں اصرار کرتا تو یقیناً ان کے درمیان کھلا جاتا۔  
حضرت سچ موعود علیہ السلام نے بھی یہی لکھا کہ "یہ خدا تعالیٰ کی منت ہے کہ نبی کے بعد خلیفہ بناتا ہے۔  
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے ان فرماؤں کی موجودگی میں اگر کوئی خلافت کا انکار کرے تو وہ محروم الہی ہے۔  
خدا کے اللہ تعالیٰ کے ہر جہت پر خلافت احمدیہ سے وابستہ رہے۔ اور قادر مطلق چارے پیارے کا قادر حضرت خلیفہ المسیح الثانیؑ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کام کرتے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔  
آمین شہر آمین



# علاقہ دکن میں سالانہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد

(۳)

## جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندر آباد کا اسٹھواں سالانہ جلسہ

اللہ تعالیٰ نے فضل و رحمت سے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندر آباد کا اسٹھواں سالانہ جلسہ حبیب سابق خاص اہتمام سے منایا گیا۔ بزرگوار اشتہارات و اخبارات مقامی بلکہ مہاجرین (اعلان کیا گیا۔ مرکزی سرحدیں گرد و غارت دی گئی۔ اور جلد ضروری انتظامات کی تکمیل کے بعد بتاریخ یکم مئی ۱۹۷۹ء بمقام شہر آباد سالانہ جلسہ تہنوار آرا پانا۔ جلسہ کا شامیانہ اور رنگ برنگ چھتہ دیو سے خوب سجایا گیا۔ اور ایک وسیع پنڈال تیار کی گیا۔ حاضرین جلسہ کی ہر قسم کی سہولت کا خاص خیال رکھا گیا۔ اور ان کی سہولتوں اور عوارض و غیرہ کی حفاظت کا خاص خواہ بند نسبت تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا تسلی بخش انتظام تھا۔ روزانہ ٹیم می ۱۹۷۹ء زیر مہارت سرور فضل حق خان نقشب ریشہ شمشاد جج جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور حکیم منظور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اور جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی سکریٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد نے مختصر طور پر جلسہ کی غرض و غایت اور اس میں شمولیت کے فوائد بیان کئے۔ اور حاضرین جلسہ سے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سماعت فرمانے کی درخواست کی۔

اس کے بعد حکیم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے آدھ گھنٹہ تک ذکر حبیب کے عنوان پر بیان فرمائے۔ جو سامعین کے لئے از دیار ایمان کا موجب ہوئے اور غیاز جماعت لاگوں کے لئے خاص توجہ اور دلچسپی کا موجب بنے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راست بازی۔ توکل علی اللہ۔ تعہد الدین علی الدنیا کی باتیں اسلام اور باقی اسلام پر ہدایت کے متعدد احکامات بیان کئے۔ بعد میں خبر پر حکم مولوی شریف احمد صاحب اپنی مبلغ مدراس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق و محبت کے عنوان پر

تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام سے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے اور کہنا کیا کہ حضرت رسول کریم کے ساتھ عشق و محبت کے میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیتے ہیں۔ اور آپ نے اسلام اور باقی اسلام اور قرآن مجید کی وہ امت کی جو وہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی بوقتیکہ تقابلے سامعین پر آپ کی تقریر کا چھٹا اثر ہوا۔ تیسری تقریر حکیم مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ انچارج دہلی نے اسلام اور کمیونزم کے موضوع پر نہایت ہی دلچسپ اور دلآویز پیرایہ میں فرمائی آپ نے عام فہم رنگ میں کمیونزم کے محاسن و مضامین کا ذکر فرمایا اور بتلایا کہ کمیونزم کی تعلیم بمقدار دور کے دھندل سہانے آئینہ وقت تک نورش آئند معلوم ہوتی ہے۔ جب تک کہ اس کا تجربہ نہ کیا جائے لیکن غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ تجربہ بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن یہی فضا کے لئے زیر مباحث کا حکم رکھتی ہے۔ اس کے بالمقابل جب اسلام کی تعلیم کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو موجودہ دور کے مشکلات و مضامین کا حل پیش کرتی ہے۔ سامعین نے بڑی دلچسپی کے ساتھ یہ تقریر سنی اور کمیونزم کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی بڑی اور نفعیت کا اعتراف کیا۔

آپ کے بعد مولوی سمیع اللہ صاحب تبصر مبلغ ممبئی نے "جہاد اسلامی کا صحیح تصور" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں تاریخی واقعات اور حقائق پر غور کر کے بتلایا کہ اسلام نے کبھی بھی خوریزی اور غارتگری کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ صلح و سلامتی کی آواز بلند کی۔ البتہ خود حفاظتی کے لئے تلوار اٹھانے کی اجازت دے ہے جو کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس اگلے روز مورخہ ۲۷ مئی کو جلسہ کا دوسرا اجلاس زیر مہارت جناب سید محمد اعظم صاحب پورے نوبت

رات شروع ہوا۔ پہلی جہتی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد حکیم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ ممبئی کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی کل کی تقریر جو ادھوری رہ گئی تھی اس کی تکمیل فرمائی۔ اور امت اسلام کے مختلف اقدار کا ذکر کر کے بتلایا کہ صحیح اسلامی تعلیم پر جاننے والے مسلمان فانیوں نے ہمیشہ انسانیت کو محفوظ رکھا ہے۔ کتنا جانور خون نہ بہایا جائے اور مذہبی بھلائی جائے۔ بلکہ حق نکتہ فساد کی بیخ کنی کے لئے طاقت کا استعمال کیا گیا۔ اور جو سی حالات زور و براہ صلاح ہوئے تلوار نیام میں رکھ دی گئی۔

آپ کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب انچارج دار التبلیغ دہلی نے آنحضرت مسلم کی آخری زمانے کے متعلق بیان کے موضوع پر یوں گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ نے سورہ تکویر میں بیان شدہ تمام پیشگوئیوں کے ظہور کی تشریح فرمائی۔ اور بتلایا کہ موجودہ دور کی سائنس اور علمی تحقیقات ہر دور کے بعد صداقت اسلام پر ہر ثبوت کرتی ہیں۔ اور آج کل جان دنیا دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی تیاریاں دراصل اذالہ السموات و الارض کی عملی تقریر ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتلایا کہ آنحضرت کی پیشگوئیوں میں آخری زمانہ کی تمام بد حالی۔ بالخصوص مسلمانوں کی شدید بد خستہ حالی فرقہ بندی باہمی آذیت کشی اور تکلیف کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ جو بے انتہا غور و خفاک دہاؤں کو کہہ رہے۔ لیکن ساتھ ہی مسیح مہدی کے ظہور کی پیشگوئیاں جاری ڈھارس بندھاتی ہیں اور ہمیں امید کا پیغام دیتی ہیں۔ آپ کی پیشگوئیوں کا اذاری پہلو ہم ہمیشہ خود کو تیکھے ہیں اسی لئے ضروری ہے کہ ان کا بشیری پہلو ہم پوری شان سے ظہور پذیر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ قادیان کی بستی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کے ہاتھوں پر اسلام کا احیاء مقدر ہے۔ اور اہل اسلام کا کام یا پلٹ کا خدائے فیصلہ ہو چکا ہے۔ مبارک ہو وہ جو آغوش احمدیت میں آکر اپنے تئیں محفوظ کریں۔ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے فرمایا ہے  
مہدیؑ کی آمد اسی میں خیر ہے  
ہر طرف میں نیکوئی ہے  
تیسرے نمبر پر حکم مولوی شریف احمد صاحب اپنی مبلغ مدراس نے "پیغام احمدیت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتلایا کہ احمدیت کا پیغام کوئی نیا پیغام نہیں ہے۔ دراصل اسلام ہی کا پیغام ہے۔ جو موجودہ دور کا مسلمان عام بے اطمینانی اور ناامیدی کا شکار ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنے درختان مستقبل سے بالکل نظر اتارے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیت کے ذریعہ امن و شہنائی اور اس دامید کا پیغام دیلایا کیونکہ ناامیدی اور ناامیدی توئی ترقیات کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ لیکن اگر امید قائم رہے تو خاک افتادہ قویں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتی ہیں۔ مزید برآں احمدیت نے مسلمانوں کے موجودہ غلط اور معر عقائد کی اصلاح فرمائی ہے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ گھنٹے دل سے اسی پیغام پر غور کریں اور احمدیت کا مطالعہ کر کے اللہ رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔

آخر میں صدر محترم نے دعا کے بعد جلسہ کے پرخواست کئے جلسہ کا اعلان کیا۔

## جماعت احمدیہ ظہیر آباد کا جلسہ سالانہ

مورخہ ۲۵ مئی کو ہمارا قائد مدید آباد سے بذریعہ کار ظہیر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ اس قافلے میں مندرجہ ذیل مبلغین شامل تھے۔ (۱) حکیم مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ محمدیہ دہلی (۲) مولوی شریف احمد صاحب اپنی مبلغ مدراس (۳) مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ حکیم جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر اخبار آزاد نوجوان مدراس۔ مولوی نبین احمد صاحب مبلغ یادگیر اور خاکسار حکیم محمد دین مبلغ حیدرآباد مدیر قافلہ شام کے ساتھ نیچے کے قریب منزل مقصود پر پہنچا۔ اسی روز ۹ بجے رات کو ظہیر آباد کے سالانہ جلسہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ حکیم جناب سید محمد اسماعیل صاحب چیتہ گڑھ نے صدارت کے فرائض سرانجام دیے۔ حسب دستور تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولوی نبین احمد صاحب مبلغ یادگیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر کی







# عثمان آباد کی جامع مسجد میں تقابیر

از مکرم مولوی مبین اللہ صاحب انچارج احمدی مسلم مشن۔ بمبئی

حیدر آباد کے جلسوں سے نادرغ ہو کر میں ۱۲ مئی کو عثمان آباد پہنچا۔ سید عبد المجید سید عبد الباقی صاحب اپنے چند فرائض امدادی رفتار کے ساتھ مجھ کو لینے بس ایجنڈہ بنائے ہوئے تھے۔

شام کو مجھے چند اشتہارات دکھائے گئے۔ جن میں تاحی شہر سید عبد المجید صاحب کی طرف سے جامع مسجد عثمان آباد میں میری دو تقریروں کا اعلان تھا پہلی تقریر بعد نماز جمعہ اور دوسری بعد نماز عشاء۔

تبدیل احمدیت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ غیر احمدیوں کی جامع مسجد میں مجھے تقریر کرنے کا موقع ملا۔

میں نے حسب اعلان پہلی تقریر بعد نماز جمعہ جامع مسجد عثمان آباد میں کی۔ جس میں اپنے احمدی دوست اور میزبان سید عبد المجید صاحب کے گھر پر نماز جمعہ ادا کر کے مسجد جامع آیا تو دیکھا کہ لوگ تقریر کے اشتیاق میں بیٹھے ہوئے ہیں میں نے اس وقت ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس کا عنوان تھا "اسائنس کا حلقہ اسلام پر یہ تقریر ایک متن کی حیثیت رکھتی تھی۔ رات بعد نماز عشاء اس متن کی بشرح ڈیڑھ گھنٹہ تک کی۔ حاضری میں ہر نکرہ نظر کے مجتہد اشخاص تھے۔ جمہوری۔ دیندار اور سنی وغیرہ۔ عثمان آباد میں مشائخ کا غلبہ ہے۔ عموماً وہاں کی مجلسوں میں تقریریں درود و انبیت کے چرچے ہوتے ہیں۔ مگر میری تقریر حالات حاضرہ کے مطابق تھی جس میں ان لوگوں کے لئے حیرت کے ساتھ دلچسپی کا سامان بھی تھا۔ اس تقریر کا شہر میں بہت چرچا ہوا۔ اور صبح چند آذان دہلیاں لوگ مجھ سے اس موضوع پر تبادلہ خیالات کے لئے آئے۔ ان میں جناب عبدالعزیز صاحب ایس۔ ڈی سی۔ ادارہ مولوی عبداللہ صاحب حیدر آبادی مشائخ کے قریب سے زیادہ قابل ذکر ہیں۔

دوسرے دن مکرم سید عبد المجید صاحب نے ایک تبلیغی پارٹی دی۔ جس میں پانچ سو معزز غیر احمدیوں کو مدعو کیا گیا۔ اس تقریب کے لئے ایک کھلے میدان کا انتخاب کیا گیا تھا۔ مگر عثمان آباد میں میرے آنے کے ساتھ بارش شروع ہو گئی تھی۔ اور اسی وقت ترکشا ذرا جھوم کے رہی۔ اس لئے مدعو حضرات کو سید عبد المجید صاحب کے دیوان خانہ میں ہی سمانا پڑا۔ اس تقریب میں ایک غیر احمدی دوست نے اہالیان عثمان آباد کی طرف سے مجھے کچھ ہون کا ایک خوشنما اہم پیش کیا جس نے اس مجلس میں مدعو حضرات کے سامنے "پیغام احمدیت" پیش کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ وہ احمدی بن کر اس کار خیر میں حصہ لیں۔ جو اس وقت جماعت احمدیہ بھرورہوری ہے۔ تقریر کے بعد حاضرین کی خدمت میں چائے پیش کی گئی اور ہر شخص کو جماعت احمدیہ کا کوئی سا لٹریچر مطالعہ کے لئے ہدیہ دیا گیا۔ اس مجلس میں ایک غیر احمدی دوست نے "تصور فلک پر بحث کا آغاز کیا۔ میں نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے یونانیوں اور مسلمان فلسفیوں کا تصور فلک پیش کیا۔ پھر آسمان اور سیاروں کے متعلق موجودہ تحقیق پیش کی۔ اور اس امر کی وضاحت کر دینے کے بعد قرآن مجید کو "مکتب سائنس" نہیں بلکہ کچھ بھی سیاروں کے متعلق اس کا کیا کہنا کہ "کل فی خلک یسبحون" کیلئے واضح انداز میں حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

پھر کشش ثقل کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ میں نے مسلمان فلسفی۔ مولانا رحیمی اور جدید سائنس دانوں کے علاوہ آئنسٹائن کا نظریہ بھی پیش کیا۔ خدا کے ذمیل سے یہ مجلس بھی بہت کامیاب رہی۔ اور ان لوگوں نے اقرار کیا کہ واقعی اس وقت جماعت احمدیہ ہی اسلام کی طرف سے دکالت کو نئے کائنات رکھتی ہے۔

عثمان آباد میں کچھ غیر احمدی شخصیتوں سے بہت محظوظ ہوا۔ سید حمید اللہ صاحب عرف حمزہ اور قاضی عبدالجلیل صاحب وغیرہ۔ سید صاحب موصوف تو احمدی نہ ہونے کے باوجود ہر مجلس و محفل میں احمدیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ جوش و خروش تبلیغ اتنا بڑھا ہوا ہے کہ ہم لوگوں کے لئے بھی قابل رکھنا ہے۔ لیکن اور حقیقتیں جن کی شبیہ تراشکدوں کے سامنے ہے۔ گونا گونا گوں سے اتر گیا ہے۔ اکثر اوقات میرے ساتھ رہیں ہیں نے عثمان آباد کے کوئی لیڈر مشرعی نہ ہو سکا۔ راتوں میں ان کے

دولت کردہ بر ملاقات کی۔ وہ نہایت اطلاق و مردت سے پیش آئے۔ اور گھنٹوں نیم سپاہی دیم بن جی گفتگو کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ اس موقع پر ایک جلسہ یوم "جہاد اشرفیہ" کے نام سے بھی ہو جائے۔ اور سید اجمی مہاراج اور مسلمانوں کے تعلقات کا جو خوشگوار حصہ ہے۔ وہ بیان کیا جائے۔ مگر انوس کہ اس جلسہ کا بندوبست نہیں ہو سکا۔

سید عبد الباقی دی اور سید عبد المجید صاحبان کے ساتھ میں خواجہ شمس الدین غازی کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے مرید اور علاقہ دکن کے ایک بلیبل القدر بزرگ ہیں۔

مجھے اب بھی چھوڑے انیس دن گزر چکے تھے۔ اپنے مرکز سے زیادہ دن نائب و ملا نامناسب معلوم ہو رہا تھا۔ اس لئے عثمان آباد کا پروگرام نشہ چھوڑ کر بھی آ گیا۔ اب عثمان آباد اور اس کے اضلاع کی اہمیت کے پیش نظر اادمیہ کے اگر مرکز نے اہمیت دی تو یہ سات بعد اس علاقہ کا ایک دورہ کر دیا گا۔ یہ علاقہ پہلے ریاست حیدر آباد کا ایک حصہ تھا۔ یہاں کی تہذیب۔ لوگوں کا مزاج اور طرز فکر امر کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

عثمان آباد کے اس دورہ کی یہ خصوصیت ہے کہ میں جب انکس وہاں رہا دو چار غیر احمدی احباب میرے پاس بیٹھے ہی رہے۔ اور مختلف موضوعوں پر باتیں ہوتی رہیں۔ یہی صحبت کا ہے بگا ہے میرا آتی ہے۔ اور بہت دنوں تک یاد رہتی ہے سید عبد الباقی صاحب اور انکس آبادی کی بزرگانہ حقیقت ہمیشہ یاد آتی ہے گی۔ عثمان آباد آنے کی دعوت انہیں کی طرف سے موصول ہوئی تھی۔ آپ ہمیشہ نہایت اخلاص و خاموشی سے تبلیغ احمدیت میں لگے رہتے ہیں۔

سید عبد المجید صاحب احمدی جواب میں مکلف پذیر ہوئے ہیں میرے میزبان تھے۔ میں ان کا اور ان کے اہل و عیال کا شکر گزار ہوں جو مجھے راحت و آرام پہنچانے کے لئے غور و خیزت اٹھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جزا بخیر دے۔

## خلافت اسلامی کا احیاء و ترقی

حکمران کے ماتحت فرعون مصر پر تباهی و بربادی لانے والے موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم علیہ کہ خود فرعون کے گھر میں پر دان چڑھا یا۔ بدینہ آخری زمانہ میں دجال کا قاتل بھی اسی کی حکومت کے زیر سایہ پر وہ ان جوڑھا اور دلائل دیباہین کے بحر ذخائر میں دجال کے قتل ہونے کے سامان عمل ہوئے۔

بلاشبہ لفظ "عزیز" کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت ترکی میں اسلام کی طرف غیر معمولی توجہ سے اسلام کے جی اٹھنے کا وجہ یہ کہ اخبار پر تاپ پڑے ہوئے عثمان سے اپنا مقالہ "انتہیہ دینہ گنا" تمام خطہ روم نظر آ رہا ہے۔ ملائکہ نہ صرف شکی تباہی سلامی دنیا میں اس وقت اسلام کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت اور توجہ اُسی آسمانی فیصلہ کا لازمی نتیجہ ہے جو اسلام کے احیاء کے لئے قادیان کی سرزمین کو مرکز بنا کر جاری کیا گیا۔ اور آج ایک دنیا بھر جماعت کے ان مخلص مساعی کا اختراست کرتے ہوئے ہیں۔ اور یہ مساعی است اور فائز نابل زید حقائق اس بات کی دافع دلیل ہیں کہ قادیان کی سرزمین سے خلافت اسلامی کا احیاء ہوا اور سرد کامنات علی اللہ علیہ وسلم کے اہل کامل کے دھماکے کے بعد و غلغلہ

خلافت باری ہوا اس کے ذریعہ نبوی اور خلافت راشعت اسلام کا کام باری ہوا جس کے لئے خود مسلمان جو اس مقدس اور برگزیدہ جماعت سے وابستہ نہیں رہے ہیں۔ اور آج بیک پر قسم کے اتحادی قوتیں پورے پورے عالم اسلام پر حملہ آور ہیں ان کی تہذیب و تمدن کے بیکر کر لے لوگوں کے ہاتھ پر پڑی ہیں جب کہ مولانا ابوالحسن علی مدنی کے مقالات "شیاطین اور اس کا مقابلہ" اور ردۃ دلائل ابابکر لہذا اس پرش بدہیں اور غیب تربیہ کے ایسے زوردار معنوں ہی فائزہ المستعین کی طرف سے پورے کائنات کے لئے گئے اور ان میں کوئی نابلی ذکر حرکت پیدا نہ ہوئی۔ انکے بالمقابل جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ دلائل دہراہین کی توار سے تمام باطل قوتوں سے نبرد آزما ہے اور اپنے محبوب اہام کی آواز پر بیکس بکتے ہوئے اس کے سیکڑوں جوان قدامت دین بیٹے زندگیاں وقف کر کے غیر مالک میں جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ اور جماعت کے در سے آزاد انجمنی ترابریں کے ساتھ جواب میں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ اور نہ کہ ان سب کی سب روز مجموعی کوششیں بار آور ہو کر دہلی قومی میدان چھوڑ دی ہیں اور لوگوں پر آہستہ آہستہ حق آشکارا ہو رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ خلافت ہر



